رسائل و مسائل

تعزیت کا صحیح طریقہ

سوال: شریعت میں تعزیت کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور کب تک تعزیت کرنا چاہیے؟

جواب: تعزیت عربی زبان کا لفظ ہے، اس سے مراد کسی کے انتقال پر اُس کے رشتہ داروں اور پس ماندگان کو حوصلہ دینا، اور اظہارِ ہمدردی کر کے اُن کا غم غلط کرنا اور رنج و تکلیف کو کم کرنا ہے۔ جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اُس کے عزیزوں اور بال بچوں کو صدمہ اور غم ہوتا ہے، لہٰذا اُن سے اظہارِ ہمدردی مستحب اور پسندیدہ ہے۔ انھیں تسلی اور تشفی دینا اور صبر و شکر کی تلقین کرنا سنتِ نبویؐ ہے۔ تعزیت اور ہمدردی کے موقع پر پس ماندگان سے مل کر دُعا کی تلقین کرنا پسندیدہ ہے:

> غَفَرَاللّٰهُ لِمَيِّتِكَ وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّاٰتِهٖ بِرَحْمَتِهٖ وَرَزَقَكَ الصَّبْرَ عَلٰى مُصِيْبَتِهٖ وَاَجَرَكَ عَلٰى مَوْتِهٖ، اللہ تعالیٰ مرنے والے کی مغفرت فرمائے، اُس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ اُس کو اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو اس حادثے پر صبر سے نوازے اور اُس کی موت کا رنج سہنے پر آپ کو اجر و ثواب عطا فرمائے۔

رسولؐ اللہ سے اِس موقع پر جو الفاظ منقول ہوئے ہیں، وہ یوں ہیں: اِنَّ لِلّٰهِ مَآ اَخَذَ وَلَهٗ مَآ اَعْطٰى وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى، یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے، وہ بھی اُسی کا ہے اور جو دیا ہے، وہ بھی اُسی کا ہے، اور ایک مقررہ وقت پر ہر شے کو اُسی کی طرف جانا ہے۔ گویا سب کچھ اللہ کا دیا ہے۔ اُس کے ہاں ہر چیز نپی تُلی ہے، یعنی اُس کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔

تعزیت کرنے کا صحیح وقت تو تدفین کے بعد ہی ہے لیکن تدفین سے پہلے تعزیت کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ میت کے تمام رشتہ دار، چھوٹے ہوں یا بڑے، سب سے تعزیت کی جا سکتی ہے۔ تعزیت کے لیے باقاعدگی سے بیٹھ کر انتظار کرنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر لوگ اظہارِ ہمدردی کے

لیے آرہے ہوں، تو بیٹھنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ تین روز کے بعد تعزیت کے لیے جانا نامناسب ہے کہ اس سے اہلِ خانہ کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور موت کا احساس بھی طول پکڑتا ہے، البتہ کوئی شخص اگر سفر وغیرہ سے آئے تو اُس کے لیے تعزیت کی خاطر تین روز بعد جانا بھی جائز ہے۔

میت کے جنازے کے موقع پر یا فوراً بعد میں مویشی ذبح کرنا، یا اس میں سے کھانا تقسیم کرنا، دعوتِ عام کرنا، ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ بالخصوص اگر میت کے وارثوں میں ایسے لوگ ہیں جو نابالغ ہوں یا غیر موجود ہوں تو میت کے ترکے میں سے صدقہ وخیرات کرنا یا دعوت کرنا مکروہ ہی نہیں بلکہ قطعاً حرام ہیں کیونکہ پرائے مال کو تقسیم کرنا بلا اجازت جائز نہیں ہے۔

پسندیدہ عمل یہ ہے کہ میت کے ورثا اور اہلِ خانہ کے لیے پڑوسی اور دوست احباب کھانے پینے کا اہتمام کریں کیونکہ بسا اوقات رنج وغم کی وجہ سے اہلِ میت خود اپنے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ حضرت جعفر طیارؓ کی وفات پر رسولؐ اللہ نے مسلمانوں سے بالعموم اور اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ سے بالخصوص فرمایا تھا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ اُن پر جو مصیبت آپڑی ہے اُس کے رنج وغم کی وجہ سے وہ کھانا بھولے ہوئے ہیں۔ اس لیے اہلِ بیت کے پڑوسیوں کو چاہیے کہ وہ اُن کو کھانے کے لیے اپنے ساتھ بٹھائیں، اُن کے گھر کھانا بھجیں اور اس تکلیف کے برداشت کرنے میں اُن کا ہاتھ بٹائیں۔

مسلمان کسی بھی تکلیف کو برداشت کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور غم غلط کرنے اور تکلیف برداشت کرنے میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ تعزیت کا پُرسا دینا یا اظہار ہمدردی کرنا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے اور اُمت کے جسدِ واحد ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے۔ تعزیت کے موقع پر میت کی خوبیوں کا ذکر کرنا بھی اچھا ہے۔ اس کے نقائص سے اعراض کرنا چاہیے اور بہتر ہے کہ ان مواقع کو باہمی تذکیر، وعظ ونصیحت اور دینی رہنمائی کے لیے استعمال کیا جائے۔ فضول گفتگو اور غیبت وچغلی اور یاوہ گوئی سے بالخصوص اس موقع پر اجتناب کیا جائے۔ (مصباح الرحمٰن یوسفی)

زکوٰۃ کی ادایگی سے فرار کا حیلہ

س: میری اہلیہ کے پاس سونے کے زیورات ہیں جن پر ایک مدت سے زکوٰۃ ادا نہیں

کی گئی ہے۔ اگر میری اہلیہ اس سونے کے نصف کو اپنی بچی کے نام کردے، اور اس کے جوان ہونے تک اس کو خود استعمال کرتی رہے تو کیا یہ جائز ہوگا؟ کیا اس طرح زکوٰۃ کی ادایگی سے معافی مل جائے گی؟

ج: سونا اگر نصاب کے مطابق ہو تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ جتنی مدت کی زکوٰۃ آپ کی اہلیہ نے ادا نہیں کی ہے، وہ ادا کی جانی چاہیے۔ یہ اللہ کا حق ہے، اور اِس سے فرار کی راہ نہیں ڈھونڈنی چاہیے۔ اگر آپ کی اہلیہ محض زکوٰۃ سے جان چھڑانے کے لیے آدھا سونا یا زیورات بچی کے نام منتقل کرتی ہیں، تو یہ ایک ناجائز حیلہ سازی ہے۔ اس بہانہ بازی سے اللہ کی پناہ مانگیے اور زر پرستی یا مال و دولت کی ہوس میں اللہ کے قانون کے ساتھ مذاق کرنے سے گریز کیجیے۔

اگر واقعی آپ کی اہلیہ اس سونے کے نصف حصے کو اپنی بچی کی ملکیت بنانا چاہتی ہیں اور اس سے مراد دھوکا دہی نہیں ہے، تو اس صورت میں آیندہ نصابِ زکوٰۃ سے کم ہونے کی وجہ سے دونوں پر زکوٰۃ لاگو نہیں ہوگی، تاہم اس سونے کے علاوہ کچھ اور مالیت کی وجہ سے اگر زیورات زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادوں کو بخوبی جانتا ہے۔ یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْر، یعنی وہ تو دلوں کے اندر گزرنے والے خیالات سے بھی واقف ہے اور چھپی ہوئی باتوں سے بھی واقف ہے۔ آپ کی اہلیہ خود یا اُس کی طرف سے آپ سابقہ مدت کی زکوٰۃ یک مشت یا قسط وار ادا کریں خواہ اس کے لیے اُنھی زیورات میں سے کچھ کو فروخت ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اگر آپ اِن زیورات کو یا اِن کے کسی حصے کو فروخت کر کے کسی کاروبار میں لگائیں یا ضروریات کی چیزیں خریدیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

دراصل اسلام سرمایہ کو استعمال میں لانے یا گردش میں رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جب آپ کا سرمایہ استعمال میں ہوگا تو اس سے آپ کو بھی اور کئی دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا لیکن اگر آپ اس کو جمع کر کے ناقابلِ استعمال بنائیں گے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اس سے فرار کا کوئی راستہ ڈھونڈنا ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا، بالخصوص جب کہ وہ یہ ایمان رکھتا ہو کہ میرا مال اور میری جان اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے اپنے مال میں سے اُس کے کہنے کے مطابق ادایگی نہ کرنا بہت بڑی بددیانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ (م-ی)